تقریر

"وہ علومِ...باطنی سے پُر کیا جائے گا"

اِنَّہٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ۔فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ۔لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (الواقعہ:78-80)

یقیناً یہ ایک عزت والا قرآن ہے۔ایک چُھپی ہوئی کتاب میں (محفوظ)۔کوئی اسے چُھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مَہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اِک عالَم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِی

سامعین! اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو جو ظاہری و باطنی علوم سے نوازا تھا۔وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ بلکہ ان کا تعارف بھی ایک مختصر تقریر میں بیان کرنا مشکل ہے۔تاہم آپؓ کے متعلق علامت وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا میں سے علوم باطنی کے بارے میں مَیں بحرِ زخّار سے چند قطرے آپ سامعین کے سامنے رکھ پاؤں گا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے باطنی علوم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"دوسری خبر اس پیشگوئی میں یہ دی گئی تھی کہ وہ باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔باطنی علوم سے مراد وہ علومِ مخصوصہ ہیں جو خدا تعالیٰ کے خاص ہیں۔جیسے علم غیب ہے،جسے وہ اپنے ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے جن کو وہ دنیا میں کوئی خاص خدمت سپرد کرتا ہے تا کہ خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق ظاہر ہو اور وہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان تازہ کر سکیں۔سو اس شق میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خاص عنایت فرمائی ہے اور سینکڑوں خوابیں اور الہام مجھے ہوئے ہیں جو علوم غیب پر مشتمل ہیں" (الموعود،انوار العلوم جلد17 صفحہ 579)

مندرج بالا تعریف کے تحت حضرت مصلح موعودؓ نے اللہ تعالیٰ کی توحید،ملائکہ کی حقیقت،نبیوں کے مقام و مرتبہ،حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ اور دوسرے روحانی امور اور اسی طرح مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی رہنمائی،اسلام کا اقتصادی اور مالی نظام،اسلام کی تاریخ وغیرہ پر تاریخی لیکچر ز دیئے،خطباتِ جمعہ کا اِن مواضیع پر ایک انبار ہے جو قیمتی روحانی وعلمی سرمایہ خطباتِ محمود کے نام سے ضخیم جلدوں میں جمع ہو رہا ہے۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"سولہ سترہ سال کی عمر کا نوجوان جس کی دنیاوی تعلیم یا دینی تعلیم بھی باقاعدہ کوئی نہیں تھی وہ ایسے ایسے نکات بیان کرتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔توحید کے موضوع پر سترہ سال کی عمر میں آپؓ نے جلسہ میں ایک ایسی تقریر کی جس کی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ بالکل نئے نکات نکالے ہیں۔" (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ 40)

مارچ1907ء میں جبکہ آپؓ کی عمر صرف 18 سال تھی حضرت مصلح موعودؓ نے ایک عظیم الشان مضمون بعنوان "محبت الٰہی" تحریر فرمایا جو بعد میں کتابی شکل میں شائع بھی ہوا۔اس مضمون سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں ہی،چھوٹی عمر میں ہی علوم ظاہری و باطنی سے آپؓ کو پُر کرنا شروع کیا۔آپؓ نے فرمایا:خدا تعالیٰ نے آدمی کو پیدا ہی محبت کے لیے کیا ہے اور اس کے پیدا کرنے کا مقصد اور غرض ہی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو اور اس دائمی زندگی بخشنے والے سمندر میں ہمیشہ غوطہ زن رہے۔دائمی زندگی کون سی ہے؟ اگلے جہان کی۔محبت ہی کے نتیجہ میں انسان گناہوں سے بچتا ہے اور درجات میں ترقی کرتا ہے اور محبت ہی خدا شناسی کا موجب بنتی ہے۔بدوں محبت انسان کو خدا تعالیٰ کی حقیقت اور حقیقی معرفت نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔آپؓ نے فرمایا:پس ضروری ہوا کہ گناہوں سے بچنے کے لیے اور ترقی درجات کے لیے ہم اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے بڑھائیں اور اپنے دل میں وہ اخلاص اور محبت پیدا کریں جس سے کہ ہم خدا تعالیٰ کے قریب ہو جائیں اور ہم ایک سورج کی طرح ہوں جس سے دنیا روشنی پکڑتی ہو۔اس کے بعد آپؓ نے مختلف مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تو ایک ہی ہے لیکن اس کے بارے میں ہر مذہب کے تصورات جدا ہیں۔اس سلسلہ میں آپ نے یہودیوں،عیسائیوں،ہندوؤں،آریوں کا خدا کے بارے میں عقیدہ بیان فرمایا اور ثابت کیا کہ ایسی تعلیم اور صفات والا خدا انسان کی عبادت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔آپ نے اسلامی تعلیم پیش کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اسلام کا خدا ہی ہر قسم کی خوبیوں اور حسن کا جامع ہے اور اس بات کا مستحق ہے کہ انسان فقط اسی سے محبت کرے اور اسی کی عبادت کرے۔جیسا کہ میں نے کہا یہ تو واضح ہے کہ خدا تو

سب کا ایک ہی ہے لیکن جو خدا کا نظریہ دوسرے مذاہب پیش کرتے ہیں اس کے مقابلے میں اسلام خدا کا جو نظریہ پیش کرتا ہے وہی حقیقی نظریہ ہے اور اسی سے خدا تعالیٰ کی محبت بھی دلوں میں پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ نے خدا تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ کر کے ثابت کیا کہ کسی دوسرے مذہب میں خدا تعالیٰ کی اس قدر صفات بیان نہیں کی گئیں اور نہ اسلام کی بیان کردہ صفات میں کوئی دوسرا مذہب خوبیوں اور کمالات کے لحاظ سے شریک ہے۔ آخر پر آپ نے اسلام کے زندہ خدا کا یہ ثبوت پیش کیا کہ فقط اسلام کا خدا ہی وحی و الہام سے انسان کی آج بھی رہنمائی کرتا ہے جس طرح کہ وہ پہلے کرتا تھا اور یہی زندہ خدا کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ پھر آپ نے آخر میں یہ تحریر فرمایا کہ اب میں اپنے مضمون کے خاتمہ پر پہنچ گیا ہوں کیونکہ میں نے ثابت کیا ہے کہ غیر مذاہب کے خدا اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے محبت کی جائے۔ ان کی تعلیم ناقص ہے۔ انسان ان پر عمل درآمد نہیں کر سکتا۔ بہرحال پھر آپؓ نے لکھا کہ اسلام کی تعلیم انسانی فطرت کے مطابق ہے اور خدا قادر مطلق ہے اور کل عیوب سے پاک ہے اور سب سے بڑی خصوصیت اسلام نے یہ بتائی ہے کہ اس میں محبت کرنے والے کو بالکل صاف جواب نہیں ملتا بلکہ خدا تعالیٰ اس کے امتحان کے بعد اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ صاف جواب نہیں دیتا بلکہ خدا تعالیٰ کے اس امتحان کے بعد ایک امتحان میں سے گزرنا پڑتا ہے پھر اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اس محبت کی گرمی کو جو کہ محبت کرنے والے کے دل میں ہر ایک چیز کو جلا رہی ہوتی ہے اپنی تسکین دہ کلام سے ٹھنڈا کرتا ہے اور اس سوزش اور جلن کو دور کرتا ہے جو کہ جواب کے نہ ملنے سے بپا ہوتی ہے اور اس طرح محبت اَور بھی چمک اٹھتی ہے اور اس کے دل میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ میں خدا کے اَور بھی قریب ہو جاؤں اور اس طرح بڑھتے بڑھتے وہ یہاں تک نزدیک ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی نسبت فرماتا ہے کہ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ۔ یعنی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرا نام دنیا میں تیرے سبب سے ظاہر ہے اور تیری عزت میرے سبب سے ہے اور درحقیقت خدا تعالیٰ کے نام کا جلال دنیا پر ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں جو کہ اس کی محبت کے دریا میں غرق ہوتے ہیں اور ان کی عزت صرف اس وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ خدا سے محبت کرتے ہیں۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ میں محبت الٰہی کے لفظ پر جس قدر سوچتا ہوں اسی قدر ایک خاص لذت اور وجد دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیارا ہے مذہب اسلام جس نے ہم کو ایسی نعمت کی طرف ہدایت کی ہے جس سے ہمارے دل روشن اور ہمارے دماغ منور ہوتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم ہمارے زخمی دلوں کے لیے ایک مرہم کا کام دیتی ہے اور اگر اسلام نہ ہوتا تو بخدا طالب حق تو زندہ ہی مر جاتے اور وہ جن کے دلوں میں محبت کا ذوق ہے ان کی کمر ٹوٹ جاتی اور محبت ایک ناممکن وجہ سمجھی جاتی اور اس کو وہم سے موسوم کیا جاتا کیونکہ جب لوگ دیکھتے کہ کوئی ایسی ہستی نہیں جس سے کہ ہم محبت کر سکیں تو وہ محبت کے وجود میں شک لانے کے سوا اور کیا کر سکتے۔ خدا نے اسلام سا مذہب انسان کو عطا کر کے غمگین دلوں کو تسکین دی ہے اور زخمی سینوں کو مرہم عنایت کی ہے۔ جب ایک خدا سے محبت کرنے والا انسان دیکھتا ہے کہ وہ جس سے مَیں محبت کرتا ہوں ایک ذرّے ذرّے کو دیکھتا ہے اور دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ وہ سنتا ہے اور بولتا ہے اور پھر یہ کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ اپنے سے محبت کرنے والے کو بدلہ دے تو اس وقت وہ اپنے دل میں اس محبت کی وجہ سے خوشی حاصل کرتا ہے اور خاص لذت محسوس کرتا ہے۔ یعنی انسان خوشی حاصل کرتا ہے اور خاص لذت محسوس کرتا ہے۔" (ماخوذ از تعارف کتب انوار العلوم جلد 1 صفحہ 2 تا 4)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19/ فروری 2021ء)

سامعین! پھر حضور ایدہ اللہ آپؓ کے علومِ باطنی کی ایک اور مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"خلافت کے بعد دوسرے سال 1916ء کے جلسہ میں آپؓ نے "ذکرِ الٰہی" کے موضوع پر خطاب فرمایا جس میں آپؓ نے نہایت اچھوتے اور دلنشیں انداز میں ذکرِ الٰہی اور اس سے متعلقہ امور کا ذکر کرتے ہوئے "ذکرِ الٰہی سے مراد کیا ہے؟ اس کی ضرورت اس کی قسمیں اور فوائد" پر روشنی ڈالی۔ آپؓ نے اسی مضمون میں موجودہ دور کے صوفیاء وغیرہ کے ذکر کی کیفیت بھی بیان فرمائی کہ اُن کا اندازِ ذکر اُن کو رسموں میں مبتلا اور خدا کے قرب سے دور کر رہا ہے۔ آپؓ نے وضاحت فرمائی کہ ذکر چار قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا ذکر نماز ہے۔ دوسرا قرآن کریم کا پڑھنا ہے۔ تیسرا اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان کرنا ہے اور ان کی تکرار اور اقرار کرنا اور ان کی تفصیل اپنی زبان سے بیان کرنا۔ چوتھا خدا تعالیٰ کی صفات کو علیحدگی اور تنہائی میں بیان کرنا، غور کرنا اور لوگوں میں بھی اس کا اظہار کرنا۔ اسی تسلسل میں آپؓ نے ذکرِ الٰہی کو مقبول بنانے کے لیے ذرائع اور ذکرِ الٰہی کے خاص اوقات بھی بیان فرمائے کہ کیا کیا اوقات ہیں۔ کیا ذریعے ہیں۔ اسی خطاب میں آپؓ نے مقامِ محمود تک پہنچانے والے ذکر یعنی نماز تہجد میں باقاعدگی کی تاکید بھی فرمائی اور اس کے التزام و اہتمام کے ایک درجن سے زائد طریقے بتلائے کہ کس طرح ہم باقاعدگی سے پڑھ سکتے ہیں اور اسی طرح نماز میں توجہ کو قائم رکھنے کے لیے آپؓ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں بائیس طریق بیان فرمائے اس جگہ اور آخر میں حضورؓ نے ذکرِ الٰہی کے بارہ عظیم الشان فوائد بھی بیان فرمائے۔ "(ماخوذ از تعارف کتب انوار العلوم جلد 3 صفحہ 15-16)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19/ فروری 2021ء)

سامعین! حضور ایدہ اللہ تسلسل رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس تقریر کے دوران ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہوئی کہ دورانِ تقریر ایک غیر احمدی صوفی صاحب جو جلسہ میں آئے ہوئے تھے، وہاں بیٹھے ہوئے سن رہے تھے انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کو رقعہ بھیجا کہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں۔ جو نکات آپ بیان کر رہے ہیں اس قسم کا تو ایک نکتہ جو ہے صوفیائے کرام دس دس سال خدمت لے کر بتایا کرتے تھے کہ جو انسان دس سال اُن کی خدمت کرتا تھا، ان کے ساتھ رہتا تھا تو پھر ایک نکتہ بتاتے تھے۔ آپؓ نے ایک وقت میں ہی سارے نکتے بیان کر دیے۔ آپؓ نے ایک مجلس میں سارے رازوں سے پردہ اٹھا دیا۔ یہ کیا غضب کر دیا آپ نے؟

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 195)

"ربوبیت باری تعالیٰ کائنات کی ہر چیز پر محیط ہے۔" پٹیالہ میں آپؓ نے یہ خطاب فرمایا جس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ 9/ اکتوبر 1917ء کو پٹیالہ میں یہ تقریر آپؓ نے فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی ہستی، اسلام اور قرآن کریم کی صداقت اور حضرت مسیح موعود کی سچائی کو صفت ربوبیت کے حوالے سے ثابت کیا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ہستی کا ثبوت ہیں۔ صفات الٰہیہ پر غور کرنے اور ان زبردست قدرتوں کا مشاہدہ کرنے سے جن کا ظہور ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ماننا پڑتا ہے کہ ضرور ایک زبردست عالم، دانا اور رحیم و کریم ہستی موجود ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سورت فاتحہ جو امّ القرآن ہے اس

میں ان چار صفات کو بیان کیا گیا ہے جو تمام صفات کا خلاصہ ہیں اور جن پر غور کرنے سے انسان ہر قسم کی بداعتقادیوں اور بدعملیوں سے بچ سکتا ہے۔ مثلاً پہلی صفت رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا تعلق تمام مخلوقات سے ہے۔ ہر چیز اس کی ربوبیت سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کا رب العالمین ہونا یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ جس خدا نے جسم کی ربوبیت اور ترقی کے لیے اعلیٰ درجہ کے سامان کیے ہیں اس نے روح کی زندگی کے لیے بھی ضرور سامان کیے ہوں گے جو جسم کی نسبت زیادہ قیمتی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ۔ (فاطر:25) ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے نبی آئے ہیں جو انسانوں کی تربیت اور روحانی ربوبیت اور ترقی کا سامان کرتے رہے۔

آخر پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جنہیں دنیا کی تمام اقوام اور زمانوں کی اصلاح کے لیے بھیجا۔ چونکہ آپؐ کے ذریعہ شریعت کی تکمیل کر دی گئی ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب میرے بعد خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر کے ایسے خدا کے بندے آتے رہیں گے جو لوگوں کو اس شریعت کے مطالب سے آگاہ کر کے انہیں خدا سے ملاتے رہیں گے۔ چنانچہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے صفت ربوبیت کے تحت حضرت مرزا صاحب کو بھیجا جنہوں نے خدا سے ہمکلام ہونے اور اصلاحِ خلق کرنے کا دعویٰ فرمایا اور خدا کی فعلی تائید آپ کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں ظاہر ہوئی اور زندہ نشانات نے آپؑ کے دعویٰ کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ آخر میں حضورؓ نے فرمایا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زندہ خدا کو پیش کرتا ہے اور اس میں زندگی کا ثبوت مل رہا ہے۔ نیز یہ بھی کہ خدا جس طرح پہلے اپنے بندوں کی روحانی ربوبیت کرتا تھا اسی طرح اب بھی کرتا ہے اور اس کے بتائے ہوئے طریق پر چل کر ہم آج بھی انہی انعامات اور فوائد کو حاصل کر سکتے ہیں جو آج سے ہزاروں سال پیشتر حاصل ہوئے تھے۔ (ماخوذ از تعارف کتب انوار العلوم جلد4 صفحہ 4-5)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19/ فروری 2021ء)

سامعین! مَیں آج آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی مناسبت سے تیسرے نمبر پر باطنی علوم کے حوالہ سے آپؓ کی کتاب تقدیرِ الٰہی کو حضور ایدہ اللہ کے الفاظ میں رکھنا چاہوں گا۔ آپ ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

''پھر آپؓ کی ایک تقریر ''تقدیرِ الٰہی'' پر ہے جو جلسہ سالانہ پر آپؓ نے مسجد نور قادیان میں کی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ یہ 1919ء کے جلسہ سالانہ کے موقع کی بات ہے۔ یہ تقدیرِ الٰہی کا جو مسئلہ ہے یہ نہایت مشکل اور دقیق مسئلہ ہے اس پر آپؓ نے بڑا عارفانہ خطاب فرمایا۔ آپؓ نے فرمایا کہ مَیں نے خدا تعالیٰ سے عاجزانہ طور پر کہا کہ اے خدا! اگر اس مضمون کا سنانا مناسب نہیں تو میرے دل میں ڈال دے کہ اسے نہ سناؤں لیکن مجھے یہی تحریک ہوئی کہ سناؤں۔ گو وہ مضمون مشکل ہے اور اس کے سمجھنے کے لیے بہت محنت اور کوشش کی ضرورت ہے لیکن آپ لوگ اسے سمجھ لیں گے تو بہت بڑا فائدہ اٹھائیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس خطاب کے مختلف حوالے بیان کرتے ہوئے اس کے بارے میں یوں فرمایا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا اس موضوع پر ایک ایسے جلسہ عام سے خطاب فرمانا جہاں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ، ذہین اور بلید ہر قسم کے لوگ جمع تھے یقیناً کوئی معمولی کام نہ تھا۔ آپؓ نے جس عمدگی سے اس مضمون کو ادا کیا بلاشبہ وہ آپ ہی کا حق تھا۔ خلیفہ رابعؒ فرماتے ہیں کہ یہ تقریر کیا تھی! علم کلام کا ایک شاہکار تھا۔ مسئلہ قضا و قدر کی اہمیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بیان کرنے کے بعد آپؓ نے اس موضوع پر اظہار خیال فرمایا کہ مسئلہ تقدیر پر ایمان اور وجودِ باری تعالیٰ پر ایمان لانا لازم و ملزوم ہے۔ اس کے بعد آپؓ نے قضا و قدر کے متنازع فیہ نظریات پر بحث فرما کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات میں تطبیق فرمائی اور اس کے بعد مسئلہ تقدیر کے نہ سمجھنے کے نتیجہ میں انسان کو جو بڑی بڑی ٹھوکریں لگی ہیں ان کا ذکر فرمایا۔ پھر وحدت الوجود کے عقیدہ کی غلطیاں ظاہر کرتے ہوئے چھ قرآنی آیات سے نہایت لطیف اور ٹھوس دلائل پیش کر کے اس عقیدے کا ردّ فرمایا۔ بعد ازاں اس کی دوسری انتہا کو بھی غلط ثابت فرمایا اور اس خیال کی بدلائل تردید کی کہ خدا گویا کچھ نہیں کر سکتا اور جو کچھ بھی ہے وہ تدبیر ہی ہے۔ علمِ الٰہی اور تقدیرِ الٰہی کو خلط ملط کرنے کے نتیجہ میں انسانی فکر نے جو ٹھوکریں کھائی ہیں اس کا نہایت عمدہ تجزیہ کر کے اس مسئلہ کو خوب نکھارا ہے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: یہ تقریر تقدیرِ الٰہی کے مسئلہ پر ہر پہلو سے بحث کرتی ہے اور مختلف قدیم و جدید اعتراضات کے جوابات بھی اس میں دیے گئے ہیں۔ تقدیر کے ذکر میں آپؓ نے سات روحانی مقامات کا ذکر بھی فرمایا ہے جو تقدیرِ الٰہی کے مسئلہ کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اس کے تقاضے پورے کرنے کے نتیجہ میں انسان کو مل سکتے ہیں۔'' (ماخوذ از تعارف کتب انوار العلوم جلد4 صفحہ 20-21)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19/ فروری 2021ء)

سامعین! حضور ایدہ اللہ تعالیٰ، آپؓ کے باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا کی ایک اور مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''پھر آپؓ کی ایک تقریر ''ملائکۃ اللہ'' پہ ہے جو 28 دسمبر 1920ء کی ہے۔ دو دن بیت النور میں یہ تقریر ارشاد فرمائی۔ ''ملائکۃ اللہ کا یہ مضمون اسلام کے بنیادی اصول اور ایمانیات میں داخل ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ مضمون نہایت باریک و دقیق ہے حضور نے اسے نہایت آسان اور بصیرت افروز انداز میں پیش فرمایا ہے۔ حضور نے قرآن کریم کی رو سے ملائکہ کی حقیقت و ضرورت، ان کی اقسام، ان کے فرائض و خدمات کے علاوہ فرشتوں کے وجود پر دلائل اور ان سے متعلق شبہات و اعتراضات کے مفصل و مدلّل جوابات دیے ہیں۔ مضمون کے آخر پر حضور نے فرشتوں سے تعلق پیدا کرنے اور ان سے فیض حاصل کرنے کے آٹھ ذرائع بیان فرمائے ہیں۔'' (تعارف کتب انوار العلوم جلد5 صفحہ 15)

یعنی نمبر ایک جس انسان پر جبرئیل نازل ہو اس کے پاس بیٹھنے سے۔ نیک لوگوں اور انبیاء کے ساتھ صحبت صالحین سے، انبیاء کی صحبت سے۔ نمبر دو یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے اور نمبر تین یہ کہ انسان کے قلب میں یہ تحریک ہو کہ عفو اور درگذر کو قائم کرے اور بدظنی کو ترک کرے۔ نمبر چار یہ کہ انسان تسبیح اور تحمید کرے۔ نمبر پانچ یہ کہ غور سے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔ چھ یہ کہ جو کتابیں ایک ایسے شخص کی لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں ان کو پڑھنے سے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں جو پڑھنی چاہئیں۔ نمبر سات یہ کہ جس مقام پر ملائکہ کا خاص نزول ہوا ہو انسان وہاں جائے۔ بعض شعائر اللہ ہیں، ایسے مقامات ہیں وہاں جانا چاہیے۔ اور نمبر آٹھ یہ کہ خلیفہ کے ساتھ تعلق ہو۔ یہ ساری باتیں آپؓ نے اس میں بیان فرمائیں۔

(ماخوذ از ملائکۃ اللہ انوار العلوم جلد5 صفحہ 556 تا 561) (خطبہ جمعہ فرمودہ 19/ فروری 2021ء)

سامعین! پھر حضور ایدہ اللہ، آپؓ کی کتاب "ضرورت مذہب" کے مضامین کو باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا کے حق میں بطور استدلال پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"پھر "ضرورت مذہب" یہ بھی آپ کا ایک لیکچر ہے جو آپؓ نے 5 / مارچ 1921ء کو لاہور میں کالج کے بعض طلباء کے سوالوں کے جوابات میں دیا۔ اس کی خلاصۃً تفصیل اس طرح ہے کہ 4 / مارچ 1921ء کو ایک مقدمے میں شہادت کی غرض سے حضرت مصلح موعودؓ لاہور تشریف لے گئے اور 4 / سے 7 / مارچ تک وہاں مقیم رہے۔ 5 / مارچ کو کالج کے بعض طلباء نے حضور سے ملاقات کے دوران مندرجہ ذیل تین سوالات پوچھے۔ اول یہ کہ مذہب کی کوئی ضرورت نہیں نہ اس سے کوئی فائدہ ہے؟ ہاں لوگ اگر اس کو بعض ظاہری فوائد حاصل کرنے کے لیے اختیار کر لیں تو بُرا نہیں تو اس پر روشنی ڈالیں۔ دوسری یہ کہ دیگر مذاہب میں بھی بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو پیشگوئیاں کرتے ہیں پھر اسلام کی یہ خصوصیت نہ رہی کہ اس کی کوئی پیشگوئیاں ہوئی ہیں۔ سوم یہ کہ حضرت مرزا صاحب کے سلسلہ کا پھیلنا ان کی صداقت کا ثبوت نہیں کیونکہ روس میں لینن کو بھی بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ حضور نے ان تینوں سوالوں کے نہایت آسان پیرائے میں مدلل جواب ارشاد فرمائے۔ "ضرورتِ مذہب" کے نام سے یہ چھپی ہوئی ہے۔ فرمایا کہ مذہب کی ضرورت کا سوال خدا کی ہستی سے وابستہ ہے۔ اگر خدا ہے تو مذہب کی بھی ضرورت ہے اور خدا کی ہستی کا ثبوت اس کا اپنے بندوں سے کلام کرنا ہے اور اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت فراہم کر رہی ہیں۔ دوسرے سوال کے جواب میں حضور نے بتایا کہ انبیاء اور دیگر لوگوں کی پیشگوئیوں میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اپنے علم کی بنا پر پیشگوئیاں کرتے ہیں اور وہ قیاس کا رنگ رکھتی ہیں جبکہ انبیاء کی پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ مخالف حالات میں ہوتی ہے۔ ان کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں۔ ان میں شوکت اور حاکمانہ اقتدار ہوتا ہے۔ اور تیسرے سوال کے جواب میں حضورؓ نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو جو ترقی حاصل ہوئی ہے اس ترقی کے بارے میں حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ پہلے سے موجود ہے اور اس کے مطابق ہی ترقی ہوئی ہے۔ اس لیے یہ کہنا غلط ہوگا کہ دوسروں کی ترقی بھی ہو رہی ہے اور حضرت مرزا صاحب کی ترقی ان کی صداقت کی علامت نہیں۔ (ماخوذ از تعارف کتب انوار العلوم جلد 6 صفحہ 1-2) (خطبہ جمعہ فرمودہ 19 / فروری 2021ء)

سامعین! پھر ہستی باری تعالیٰ پر 1921ء میں آپؓ نے ایک تقریر فرمائی..... حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی اس تقریر میں ہستی باری تعالیٰ کے آٹھ دلائل اور ان پر پیدا ہونے والے اعتراضات کے جواب ارشاد فرمائے۔ خدا تعالیٰ کی صفات سے خدا کی ہستی کا ثبوت فراہم فرمایا اور صفات الٰہیہ کی اقسام بھی بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق اہل یورپ کے خیالات، زرتشتیوں کے خیالات، ہندوؤں کے خیالات اور آریوں کے تصورات کے بالمقابل اسلام کی خدا تعالیٰ سے متعلق تعلیمات تفصیل سے بیان فرمائیں۔ علاوہ ازیں حضور نے اپنی اس تقریر میں شرک کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کرتے ہوئے ان کا ردّ بیان فرمایا اور رؤیتِ الٰہی، رؤیت کے مدارج و درجات، اس کے فوائد اور اس رؤیت کے حصول کے طریق و ذرائع بھی بیان فرمائے۔ (ماخوذ از تعارف کتب انوار العلوم جلد 6 صفحہ 6)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 / فروری 2021ء)

اسی طرح "احمدیت یعنی حقیقی اسلام"۔ یہ 1924ء کی آپ کی ایک تقریر ہے جو ویمبلے کانفرنس میں تھی۔ اس کتاب کا خلاصہ پڑھا گیا تھا۔ کتاب تو بہت موٹی ہے۔ 250 صفحات کی ہے۔ 1924ء میں یہ ویمبلے کانفرنس منعقد ہوئی تھی اور دنیا کے تمام مذاہب کے چوٹی کے علماء کو دعوت دی گئی کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں کے بارے میں لیکچر دیں۔ اس میں حضرت مصلح موعودؓ کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کانفرنس کے لیے "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے نام سے 24 / مئی تا 6 / جون دو ہفتے سے بھی کم عرصہ میں ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی۔ پھر اس کا خلاصہ حضرت مصلح موعودؓ کی موجودگی میں حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے اس کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔ یہ لیکچر ایسا منفرد اور اچھوتا تھا کہ عیسائیت کے بڑے بڑے لیڈر بھی بے اختیار بول اٹھے کہ بلاشبہ اس مضمون میں جو خیالات بیان کیے گئے ہیں وہ ترتیب اور دلائل اور اپنی خوبی و حسن کے لحاظ سے اچھوتے اور منفرد ہیں۔ چنانچہ اس لیکچر کے ذریعہ خدا نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام دنیائے مذاہب کے بڑے بڑے لیڈروں کو اس طرح پہنچانے کا موقع دیا کہ وہ بھی اسلام کی حقانیت کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس کتاب میں حضرت مصلح موعودؓ نے اسلام کی حسین تعلیم کی مختلف جہات پر نہایت شاندار انداز میں روشنی ڈالی۔ سب سے پہلے آپ نے سورت صافات کی آیات سے یہ ثابت کیا کہ یہ جو مذہبی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے اس قسم کی کانفرنسوں کے انعقاد کی خبر آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن مجید نے دے دی تھی۔ اس کے بعد آپ نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا اور دلائل قاطعہ سے ثابت کیا کہ احمدیت اور حقیقی اسلام ایک ہی چیز کا نام ہے۔ اس کے بعد آپ نے مذہب کے چار مقاصد بیان کیے۔ اس ذیل میں سب سے پہلے خدا تعالیٰ کے بارے میں اسلام کا جو تصور ہے اسے کھول کر بیان کیا۔ واضح کیا کہ اسلام انسان سے اپنے خدا کے ساتھ کس طرح کا تعلق رکھنے کی امید کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بندے پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس شبہ کا ازالہ بھی کیا کہ اسلام اس طرح کی تعلیم دیتا ہے کہ اسباب سے کام ہی نہ لیا جاوے بلکہ سب کام خدا پر چھوڑ دیے جائیں یعنی ہاتھ پیر ہلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ الزام مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہے کہ اسلام کی ہرگز یہ تعلیم نہیں ہے بلکہ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ اسباب سے بھرپور کام لیا جائے۔ جو ذرائع ہیں ان کو استعمال کیا جائے پھر خدا پر توکّل کیا جاوے۔ توکّل ہرگز ترکِ اسباب کا نام نہیں ہے۔ توکّل کرنا تو ترکِ اسباب کا نام نہیں ہے بلکہ اس امر پر یقین کا نام ہے کہ خدا تعالیٰ ایک زندہ خدا ہے۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ اس وقت صرف اسلام ہی ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ سے ملا سکتا ہے کیونکہ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ جو بھی اسلام کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق عمل کرتے ہوئے خدا سے وصال کی تڑپ رکھے خدا ضرور اسے مل جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس شبہ کا ازالہ صرف اسلام ہی کرتا ہے کہ اس کی تعلیم پر چل کر ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں جو کہ صفات الٰہیہ کے مظہر ہوتے ہیں اور جو پہلے خود اپنی ذات پر صفاتِ الٰہیہ کا پرتو ڈالتے اور پھر دوسروں کو اس کا نشان دکھاتے ہیں اور ہستی باری کا کامل عرفان بخشتے ہیں۔ چنانچہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لیے کہ لوگ اس کے وجود کو پہچانیں اور شک و شبہ کی زندگی سے پاک ہوں حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا تھا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے اخلاق کی مختلف جہات کے بارے میں تفصیل سے بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام کی اخلاقی تعلیم ہی سب سے کامل ہے اور کوئی دوسرا مذہب اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔ پھر آپؓ نے اخلاقِ حسنہ کے اصول اور اخلاقِ سیئہ سے بچنے کے ذرائع کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اخلاق کی درستگی کے بارے میں اسلام کی جو تعلیم ہے اس کو بیان

کیاہے۔اس کے بعد آپ نے تمدن کے بارے میں اسلام کی تعلیم بیان کی ہے اور نہایت لطیف پیرائے میں اخلاق اور تمدن کے فرق کو واضح کیا ہے۔ پھر انسان کے معاشرے میں مختلف لوگوں سے جو تعلقات ہیں وہ کن خطوط پر استوار ہونے چاہئیں، اس پر روشنی ڈالی ہے۔ پھر شہریت کے اصول بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حکومت اور رعایا کے فرائض اور حقوق تفصیل سے بیان کیے اور پھر اس مضمون کو مزید وسیع کرتے ہوئے اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ حکومتوں کے آپس کے تعلقات کس قسم کے ہونے چاہئیں اور مختلف ملکوں میں تنازعات کے حل کے لیے آپ نے قرآن کریم کے زریں اصول بیان کیے ہیں۔ اور بتایا کہ اگر لیگ آف نیشنز (League of Nations) کی بنیاد ان اصولوں پر رکھی جائے گی تو وہ کامیاب ہوگی اور وہ نہیں رکھی گئی لہٰذا ناکام بھی ہوئی اور اب یو این او (UNO) بھی اگر اس نہج پر نہیں چلے گی تو وہ بھی ناکام ہو رہی ہے اور ہو جائے گی۔ بہرحال کتاب کے آخر پر حضرت مصلح موعودؓ نے حالات مابعد الموت کے بارے میں روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ اگلے جہان میں جو ثواب و عذاب ملیں گے ان کی حقیقت کیا ہوگی۔ اس کتاب میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ آپ نے ان تعلیمات پر عمل کرنے والوں کی مثالیں بھی دی ہیں اور انہوں نے کس طرح اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کیے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا ان پر کس قدر اثر ہوا کہ ان میں سے بعض نے اپنی جانیں قربان کر دیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ آخر پر حضرت مصلح موعودؓ نے تمام دنیا میں بسنے والوں کو قبول احمدیت کی دعوت دیتے ہوئے خوشخبری دی ہے کہ ان مصائب کے دُور ہونے کا وقت آ گیا ہے اور اگر اس دَور کے فرستادے کے ہاتھ پر اکٹھے ہو جائیں گے تو وہ دین و دنیا کی فلاح پائیں گے۔ (ماخوذ از تعارف کتب انوار العلوم جلد 8 صفحہ 6 تا 9)

مضمون کے خاتمہ پر جو پریذیڈنٹ تھے انہوں نے مختلف الفاظ میں ریمارکس کرتے ہوئے کہا کہ مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مضمون کی خوبی اور لطافت کا اندازہ خود مضمون نے کرا لیا ہے۔ میں صرف اپنی طرف سے اور حاضرین جلسہ کی طرف سے مضمون کی خوبیٔ ترتیب، خوبیٔ خیالات اور اعلیٰ درجہ کے طریق استدلال کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حاضرین کے چہرے زبان حال سے میرے اس کہنے کے ساتھ متفق ہیں اور مَیں یقین کرتا ہوں کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ مَیں ان کی طرف سے شکریہ کرنے میں حق پر ہوں اور ان کی ترجمانی کا حق ادا کر رہا ہوں۔ ایک صاحب حضرت صاحب کے حضور حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ہندوستان میں تیس سال کام کیا ہے اور مسلمانوں کے حالات اور دلائل کا مطالعہ کیا ہے کیونکہ میں ایک مشنری کی حیثیت سے ہندوستان میں رہا ہوں مگر جس خوبی، صفائی اور لطافت سے آپ نے آج کے مضمون کو پیش کیا ہے میں نے اس سے پہلے کبھی کسی جگہ بھی نہیں سنا۔ مجھے اس مضمون کو سن کر کیا بلحاظ خیالات، کیا بلحاظ ترتیب اور کیا بلحاظ دلائل بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ایک اور صاحب آئے جنہوں نے عرض کیا کہ میں اس مضمون کے سننے کے لیے فرانس سے آیا ہوں۔ میں عیسائیت پر اسلام کو ترجیح دیا کرتا تھا اور اسلام پر بدھ ازم کو ترجیح دیا کرتا تھا۔ اب جبکہ میں نے آپ کا مضمون بھی سن لیا ہے اور بدھ ازم کو بھی سنا ہے تو میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی اسلام ہی سب سے بالاتر مذہب ہے۔ جس خوبی سے اور جس خوش اسلوبی سے آپ نے اسلام کو پیش کیا اس کا کوئی دوسرا مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے دل پر اب اس کا گہرا اثر ہے۔ اَور بھی بہت سارے ریمارکس ہیں۔ پھر مسز شارپلز کہ وہ بھی اس کانفرنس کی سیکرٹری ہیں، اس نے چودھری صاحب سے کہا کہ میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں کہ لوگ آپ کے بڑے مشکور ہیں۔ پھر اسی عورت نے کہا کہ لوگ، عورتیں اور مرد، میرے پاس آتے ہیں اور اس کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ ایک جرمن شخص جو یہاں پروفیسر ہیں انہوں نے جلسہ سے واپسی کے وقت سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھ کر حضرت صاحب کے حضور مبارکباد عرض کی اور کہا کہ میرے پاس بعض بڑے بڑے انگریز بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ بعض اپنی زانوں پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ نہایت نادر خیالات ہیں۔ ایسے خیالات ہر روز سننے میں نہیں آتے۔ وہی جرمن پروفیسر روایت کرتے ہیں کہ بعض جگہ لوگ بے اختیار بول اٹھتے تھے کہ کیا ہی خوبصورت اور سچے اصول ہیں۔ اور خود یہ جرمن پروفیسر اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کرتا تھا کہ یہ موقع احمدیوں کے لیے ایک ٹرننگ پوائنٹ (turning point) ہے یعنی ترقی کا مقام ہے اور یہ ایسی کامیابی ہے کہ اگر آپ لوگ ہزاروں پاؤنڈ بھی خرچ کر دیتے تو ایسی شہرت اور ایسی کامیابی کبھی نہ ہوتی جیسی کہ اس ایک لیکچر کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔ بہائی مذہب کی ایک عورت نے لیکچر سنا اور پھر ہمارے ساتھ ساتھ مکان کے قریب تک چلی آئی۔ وہ کہتی تھی کہ میں بہائی خیالات رکھتی تھی مگر اب آج کا لیکچر سن کر میرے خیالات بدل گئے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ کے زیادہ تر لیکچر سنوں۔ مجھے اگر مہربانی سے بتائیں کہ کب اور کہاں کہاں لیکچر ہوں گے تو میں ضرور آؤں گی۔ ایک عورت نے پیچھے پڑ کے حضور کو اپنے گھر چائے پہ آنے کی دعوت بھی دی۔ ایک صاحب نے یہ بھی کہا کہ ایسا پیارا مضمون تھا کہ حب الوطنی سے بھی زیادہ پیارا تھا۔ (ماخوذ از الفضل 23 اکتوبر 1924ء صفحہ 4-5)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 / فروری 2021ء)

سامعین! ابھی ہم اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی زبانی علومِ باطنی کے حوالے سے کچھ مثالیں سن آئے ہیں۔ ہم مَیں اختصار سے اِس حوالے سے چند باتیں کرکے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپؓ نے نوجوانوں کی ایک انجمن بنائی جس کا تشحیذ الاذہان نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تجویز فرمایا۔ اس انجمن کے ذریعہ نوجوانوں کی علمی اور تربیتی ترقی مقصود تھی۔ اسی سال آپؓ نے تشحیذ الاذہان کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔ جس کے پہلے شمارے پر مولوی محمد علی صاحب ایم اے (جو بعد میں آپؓ کے شدید مخالف ہو گئے تھے) نے آپ کے مقالہ افتتاحیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد، حضرت اقدس کے صاحبزادہ ہیں اور پہلے نمبر میں 14 صفحوں کا ایک انٹروڈکشن ان کی قلم کا لکھا ہوا ہے۔ جماعت تو اِس مضمون کو پڑھے گی۔ مَیں اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بیّن دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے"

اہل لاہور نے جب جماعت احمدیہ کے خلاف اپنے گھناؤنے مقاصد و عزائم کی اشاعت کے لئے "پیغام صلح" اخبار لاہور سے جاری کیا تو آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی اجازت سے اخبار "الفضل" جاری فرمایا۔ جس نے اہل پیغام کی تمام سازشیں بے نقاب کر دیں اور جماعت احمدیہ کی راہنمائی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ آپ کے قلم سے ایسے ایسے مضامین منصہ شہود پر آئے کہ بڑے بڑے لوگ آپؓ کی قابلیت اور فراست کا اعتراف کرنے لگے اور ایسا کیوں نہ ہوتا آپ کے متعلق یہ خدائی بشارت تھی کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" آپ نے جب مصلح موعود کا دعویٰ کیا تو اپنی تقریر میں فرمایا:

"اسی کی طرف میری رؤیا میں اشارہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ خواب میں مَیں بڑے زور سے کہہ رہا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلامی اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے" (الفضل 16 فروری 1944ء)

علم تفسیر

سامعین! قرآنی علوم کی اشاعت کے لئے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دور آخر میں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ اسی خدا تعالیٰ کے زندہ نشان کے طور پر حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش ہوئی تھی۔

"تاوہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ حق کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے"

وہ پسر موعود جب اس دنیا میں آیا اور بچپن سے ہی اس کے دل میں اشاعت دین حق اور قرانی علوم کے حصول کی خواہش موجزن تھی۔ آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے قرآن و حدیث کا علم حاصل کیا مگر اصل علم تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا اور ایسے ایسے نکات آپ نے بیان فرمائے کہ سلسلہ کے عالم اور غیر از جماعت احباب بھی دنگ رہ گئے۔

اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

"میں ابھی بچہ ہی تھا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ گھنٹی بجی ہے اور اس میں ٹن کی آواز پیدا ہوئی ہے جو بڑھتے بڑھتے ایک تصویر کے فریم کی صورت اختیار کر گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس فریم میں ایک تصویر نمودار ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ تصویر ہلنی شروع ہوئی اور پھر یکدم اس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آگیا اور اس نے کہا میں خدا کا فرشتہ ہوں اور تمہیں قرآن کریم کی تفسیر سکھانے کے لئے آیا ہوں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ تب اس نے سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کر دی وہ سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا یہاں تک کہ جب وہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تک پہنچا تو کہنے لگا آج تک جتنے مفسر گزرے ہیں ان سب نے صرف اس آیت کی تفسیر لکھی ہے لیکن میں تمہیں اس کے آگے بھی تفسیر سکھاتا ہوں چنانچہ اس نے ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر مجھے سکھادی۔

اس رؤیا کے معنی درحقیقت یہی تھے کہ فہم قرآن کا ملکہ میرے اندر رکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ملکہ میرے اندر اسقدر ہے کہ میں یہ دعویٰ کرتا ہوں اور میں جس مجلس میں چاہو میں یہ دعویٰ کرنے کے لئے تیار ہوں کہ سورۃ فاتحہ سے ہی میں تمام اسلامی علوم بیان کر سکتا ہوں۔" (میں ہی مصلح موعود ہوں، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 325)

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب سابق لائبریرین خلافت لائبریری تحریر کرتے ہیں:

"1944ء میں خاکسار ایک غیر از جماعت عالم حافظ مہر محمد صاحب صدر مدرّس جامعہ حنفیہ اچھرہ لاہور سے منطق و فلسفہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ حافظ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ خُلّة کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آرہا۔ بہت سے علماء اور اساتذہ، صوفیا کرام سے بحث ہوئی ہے مگر تشفی نہیں ہوتی کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا "لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خُلّة کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ حالانکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپؐ افضل الرسل ہیں۔ اس پر مَیں نے اپنی بساط کے مطابق انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن ان کی تسلی نہ ہوئی بلکہ کہا کہ یہ حضرت مرزا صاحب سے استصواب کر کے بتائیں۔ مَیں نے حضور کی خدمت میں درخواست کی حضور نے فوراً اس کی تشریح مجھے بھجوا دی اور اخبار الفضل میں بھی شائع فرما دی۔ مَیں نے وہ تشریح حافظ صاحب کو سُنائی تو خوشی سے ان کا چہرہ چمک اُٹھا اور کہنے لگے کہ واقعی حضرت مرزا صاحب بہت بڑے عالم ہیں۔ اب میری سمجھ میں یہ مسئلہ آگیا ہے۔ حافظ صاحب پر حضور کے تبحر علمی کا اتنا اثر ہوا کہ حضور ان دنوں لاہور تشریف لائے تو حافظ صاحب حضور کی زیارت کے لئے مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان واقع ٹمپل روڈ پر حاضر ہوئے اور حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور حضور کی ملاقات سے بہت اچھا اثر لے کر واپس ہوئے۔" (الفضل 19 / مارچ 1966ء)

حضرت مصلح موعود نے تفسیر صغیر کے نام سے مختصر نوٹ کے ساتھ قرآن کریم کا بامحاورہ ترجمہ شائع فرمایا جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے آپ اپنی مثال ہے۔ یہ ان انوار کی ہلکی سی جھلک ہے جو آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائی۔ آپ کے علم تفسیر قرآن پر کئی کتب تحریر کی جاسکتی ہیں۔

آپ نے تفسیر نویسی کا چیلنج ان الفاظ میں دیا:

"مَیں ساری دُنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو مَیں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن مَیں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا اُستاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اس غرض سے کھڑا کیا ہے کہ مَیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دُعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں کو ملیامیٹ کر دے گا۔" (الموعود، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 647)

آپ نے خلافت پر متمکن ہوتے ہی 17 / مارچ 1914ء سے درس القرآن کا آغاز فرمایا جو بعد میں حقائق القرآن کے نام سے شائع ہوا۔ درسوں کا یہ سلسلہ نصف صدی تک چلتا اور انوار کی نہریں بچھاتا چلا گیا۔ اس کے علاوہ آپ کے خطبات، تقاریر اور تصانیف بھی قرآن کریم کے حقائق و دقائق سے لبریز ہیں ربطِ آیات، غیر مسلم مستشرقین کے اعتراضات، عصمت انبیاء، قرآن کی دیگر مذہبی کتب پر برتری، قرآن میں تاریخی انکشافات اور سائنسی معلومات، جدید مسئلہ ارتقا کو قرآن کریم سے ثابت کیا۔ آپ نے تفسیر کبیر کے نام سے 10 ضخیم جلدیں جو 5907 صفحات پر مشتمل ہے شائع فرمائی۔

مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار کو بھی ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اعتراف کرنا پڑا:

"کان کھول کر سن لو! تم اور تمہارے لگے بندے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم، تمہارے پاس کیا دھرا ہے.... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں اور دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈے گاڑ رکھے ہیں۔" (ایک خوفناک سازش صفحہ 196)

خوابوں کے ذریعہ علوم

سامعین! ہم اوپر علومِ باطنی کی تعریف میں سن آئے ہیں کہ یہ وہ مخصوص علوم ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے۔ جن میں خوابوں کے ذریعہ علم اور رہنمائی شامل ہے۔ اِس سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

"سو اس شق میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خاص عنایت فرمائی ہے اور سینکڑوں خوابیں اور الہام مجھے ہوئے ہیں جو علوم غیب پر مشتمل ہیں"

میں دو تین خوابوں کا ذکر کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

امریکہ کی طرف سے انگلستان کو 28 سو جہاز دیئے جانے کی خبر کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"ستمبر 1940ء میں رؤیا میں دیکھا کہ میں انگلستان میں ہوں اور مجھے کہا گیا ہے کہ کیا آپ ہمارے ملک کو دشمن سے بچا سکتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ مجھے جنگی سامانوں اور اپنے کارخانوں کا معائنہ کرنے دو۔ اس کے بعد میں اپنی رائے کا اظہار کر سکوں گا۔ چنانچہ میں نے انگریزوں کے جنگی سامان کا معائنہ کیا اور میں نے کہا اور تو سب کچھ ٹھیک ہے صرف ہوائی جہاز کم ہیں۔ اگر ہوائی جہاز مل جائیں تو انگلستان کو فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ جب میں نے یہ کہا کہ انگریزوں کے پاس صرف ہوائی جہازوں کی کمی ہے اگر یہ کمی پوری ہو جائے تو انہیں فتح حاصل ہو سکتی ہے تو یکدم رؤیا کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ امریکہ سے تار آیا ہے جس میں لکھا ہے:

"برطانیہ کو امریکن گورنمنٹ نے 28 سو ہوائی جہاز بھجوا دیئے ہیں جب یہ تار آتا ہے تو میں نے کہا اب میں انگلستان کی حفاظت کا کام آسانی سے سرانجام دے سکوں گا...... دوسرے تیسرے دن چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب قادیان آئے اور میں نے ان سے اِس رؤیا کا ذکر کیا انہوں نے کئی انگریز حکام کو اس رؤیا کی خبر دے دی اور چوہدری ظفر اللہ خاں نے فون پر بتایا اس وقت تار میرے سامنے پڑی ہے اور اس کے الفاظ ہیں کہ: امریکن حکومت نے برٹش ایمپائر کو 2800 ہوائی جہاز بھجوا دئے ہیں"

(میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 231،230)

اُم طاہر کی وفات کی خبر

ابھی میری بیوی (اُم طاہر) فوت ہوئی ہیں وہ میری نہایت پیاری بیوی تھیں۔ سلسلہ کے کام میں ہمیشہ میرے ساتھ تعاون کرنے والی تھیں 23 سال میرے ساتھ رہیں ان کی وفات سے بارہ سال پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی کہ ان کا اپریشن ہو گا اور پھر ان کا ہارٹ فیل ہو جائے گا اسی طرح مجھے بتایا گیا تھا کہ جب وہ فوت ہوں گی تو دو عورتیں ان کے پاس ہوں گی۔ وہ جب تک بیمار رہیں ہمیشہ ایک عورت خدمت کے لئے ان کے پاس موجود رہی مگر وفات سے چار پانچ دن پہلے انہوں نے اصرار کر کے ایک اور عورت کو بلوایا اور جب ان کی وفات ہوئی تو ایک عورت ان کے دائیں طرف بیٹھی تھی اور دوسری بائیں طرف۔ (میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 232)

ڈاکٹر مطلوب خان کی زندگی کی اطلاع

ہماری جماعت کے ایک ڈاکٹر مطلوب خاں گذشتہ جنگ میں وہ میدان جنگ میں گئے ہوئے تھے.... تھوڑا ہی عرصہ کے بعد ان کے بھتیجے نے میرے بھائی میاں شریف احمد صاحب سے ذکر کیا کہ میرے چچا کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ ان کو گورنمنٹ کی طرف سے یہ تار آئی ہے کہ ڈاکٹر مطلوب خاں جنگ میں مارے گئے ہیں۔ ان کے والدین چونکہ انہی دنوں میں مجھے مل کر گئے تھے اور میں نے ان کے بڑھاپے اور کمزوری کی حالت کو خود دیکھا تھا اس لئے مجھے یہ خبر سن کر بہت افسوس ہوا اور میں نے دعا کی کہ "یا الٰہی! ڈاکٹر مطلوب خاں زندہ ہوں"

مگر دعا کرتے وقت مجھے یہ خیال بھی آیا کہ گورنمنٹ کی طرف سے یقینی اطلاع ملنے کے بعد اس دعا کے کیا معنی ہیں؟ مجھے چاہیئے کہ اپنے نفس کو اس دعا سے روکوں مگر پھر بھی میں دعا کرتا گیا اس پر مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ اطلاع آئی ہے ڈاکٹر مطلوب خاں زندہ ہیں اور تین دن کے بعد زندہ ہو گئے ہیں..... مرزا شریف احمد سے ذکر کیا انہوں نے اُن کے چچا کو لکھ دیا آخر ڈاکٹر صاحب کا اپنا تار ان کے والدین کو ملا کہ میں زندہ ہوں اس پر سب حیران تھے کہ گورنمنٹ کی اطلاع تھی کہ مارے گئے اور ان کی تار یہ ہے کہ میں زندہ ہوں۔

(اہالیان لدھیانہ سے خطاب، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 269،270)

مشکلات کے ہجوم میں خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھنے کی تلقین

"میں نے 1913ء میں شملہ کے مقام پر رؤیا دیکھا تھا کہ کوئی بہت بڑا اور اہم کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرے راستہ میں بہت سی مشکلات حائل ہیں۔ ایک فرشتہ میرے پاس آتا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ اس کام کی تکمیل کے راستہ میں بہت سی رکاوٹیں حائل ہوں گی اور شیطان اور ابلیس مختلف طریقوں سے تمہیں ڈرائیں گے اور تمہیں اپنی طرف متوجہ کرنا چاہیں گے مگر ان کا کوئی خیال نہ کرنا بلکہ جب بھی کوئی ایسی روک دکھائی دے تم یہ کہنا شروع کر دینا کہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ، خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔" (الموعود، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 588)

حضور کو زندگی میں بہت سے مخالفین اور منافقین سے واسطہ پڑا مگر خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیشہ آپ کو کامیابی حاصل ہوئی۔

سامعین! یوں للہ تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ کو اپنے رؤیا و کشوف سے نوازا اور ساری عمر للہ تعالیٰ کے الہامات کی روشنی میں آپؓ نے جماعت احمدیہ کی راہنمائی کی اور مخالفین آندھیوں اور طوفان سے آپؓ جماعتِ احمدیہ کو محفوظ و مامون منزل مقصود تک لے گئے۔

مجمعِ علم و عظمت و دولت
صاحب عزّ و افتخار آیا
وہ حلیم اور وہ ذہین وفہیم
وہ مدبر وہ بردبار آیا
ہے زبانوں پہ آج صَلِّ عَلیٰ
کہ محمدؐ کا جاں نثار آیا

(اِس تقریر کا آخری حصہ مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے مضمون سے لیا گیا ہے)